(۲)

اقبال اور سیکولر دانش ور

وحید الدین سلیم

"کتاب نما" (مئی ۹۷) میں "اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر" پر مختصر مگر جامع تبصرے میں رفیع الدین ہاشمی نے مشیر الحق کے افکار پریشاں پر خوب گرفت کی ہے۔ باوجود اس کے' چند مقامات قابل توجہ رہ گئے ہیں۔ خطبات: "تشکیل جدید الہیات اسلام" کے متعلق ایک مدت دراز سے علمائے قدیم و جدید کے درمیان بحث و گفتگو کا جو سلسلہ چلا ہے' اس میں ابھی تک یکسوئی پیدا نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں میرا خیال یہ ہے کہ خطبات پر نقد و تبصرے سے پہلے ان پر درج پیش لفظ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔ اقبال کی یہ مختصر سی نگارش بھی لفظ و معنی کے لحاظ سے بہت بلیغ و خیال افروز ہے۔

جو دانش ور آج کل "خطبات اقبال" کو ایک فیصلہ کن درجہ دینے لگے ہیں اس کی ایک وجہ اقبال کا اجتہاد پر زور ہے۔ مشیر الحق ایسے لوگ دین و شریعت میں تبدیلی کا جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ملت اسلامیہ سے راست ایسا مطالبہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اپنے اس مقصد کے لیے اقبال کو ڈھال بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اقبال نے ایسے ہی بے توفیق لوگوں کے لیے کہا تھا کہ

خود بدلتے نہیں' قرآں کو بدل دیتے ہیں

اقبال جہاں اسلامی قانون کے فریم میں اجتہاد پر زور دیتے ہیں وہاں نفاذ شریعت بھی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہا ہے۔ مسلمانوں کے لیے انھوں نے ایک علیحدہ مملکت کا تصور ہی اس بنا پر پیش کیا تھا کہ اس قطعہ ارض پر شریعت محمدیؐ کو نافذ کیا جا سکے۔ اقبالؒ نے اپنے خطبات کے ذریعے خود مسلمانوں کو اور ان کے واسطے سے ساری دنیا کو خیالات کے خارزار سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس تناظر میں خطبات کے متعلق عہد جدید کے عظیم اسلامی مفکر' مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی یہ رائے ہمارے زاویہ نظر کو درست کر دیتی ہے۔ مولانا رقم طراز ہیں: "یہ خطبات ایک ایسے زمانے میں تحریر کیے گئے تھے جب کہ اسلامی فکر و نظر اور دستور حیات پر مغرب کی یلغار نے دنیائے اسلام میں بڑی انقلاب انگیز شکل اختیار کر لی تھی اور اس پر ایک ہلچل برپا تھی۔ اس وقت جو ابتدائی کوششیں اسلامی عقیدے اور نظام فکر و عمل کو از سر نو مرتب کرنے کے لیے کی گئیں' ان میں علامہ مرحوم کے ان خطبات کا بڑا اہم مقام ہے۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ یہ ترتیب جدید بالکلیہ درست تھی۔ اس میں وقت کے حالات کا اثر بھی پایا جاتا ہے اور بعض مسائل کے بیان میں بھی خامیاں ہیں۔ اس لیے اگر کوئی اسے فکر اسلام کی ترتیب نو کے معاملے میں حرف۔ ز ہے تو غلط ہو گا۔

البتہ اس طرز خاص کے لٹریچر میں مقدمہ الجیش کی حیثیت سے اس کی قدر ناقابل انکار ہے"۔

ہاشمی صاحب نے اپنے تبصرے میں ایک جگہ لکھا ہے کہ: "علامہ اقبال اسلام کی نشوونما کے لیے اجتہاد کو ضروری سمجھتے تھے"۔ (ص ۷۸) ہماری رائے میں یہاں "اسلامی ذہن کو متحرک رکھنے" یا "فکر اسلامی کے فروغ و پیش قدمی کے لیے" لکھا جاتا تو بہتر ہوتا۔ اقبال، شاعر، فلسفی و مفکر، سیاست دان اور ایک داعی حق کی حیثیت سے تاریخ امت ہی نہیں بلکہ تاریخ علم و دانش کا روشن باب ہیں۔ اقبال اپنے علم و فکر و اخلاص کی طاقت سے دنیا کو متاثر کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتے تھے اور آج بھی ان کی شاعری، تاثر کا جادو جگا رہی ہے۔ اقبال کی عملی زندگی کے نقوش برصغیر ہی پر نہیں، عالمی مسائل پر بھی صاف دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے اندر ایسی مقناطیسیت تھی کہ ایک جانب مولانا ابوالاعلیٰؒ ایسی جلیل القدر شخصیت کو دکن سے کھینچ کر پنجاب پہنچا دیا تو دوسری طرف محمد علی جناحؒ ایسی عظیم ہستی کو تاریخ ساز کردار ادا کرنے پر اکسایا۔ ہندستان میں ایک مسلم مملکت کے خواب کی تعبیر کچھ آسان نہ تھی۔ اس محاذ پر انگریز اور برہمن سیاست دانوں سے بہ یک وقت ٹکر تھی۔ ایسے میں جب علماے ہند کے ایک گروہ کی طرف سے وطنیت کے سہارے، مزاحمت کی گئی تو اقبال نے اس پر اپنی شاعری کے ذریعے ضرب لگائی۔

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اب اگر اقبال کے خلاف دو سو کتابیں بھی لکھی جائیں تو ان کے مقام کو متاثر نہیں کیا جا سکے گا۔ اقبال عملی سیاست داں کی حیثیت سے جاہلی افکار و اعمال کی وسعت و پھیلاؤ سے کبھی ہراساں نہیں ہوئے۔ انھیں یقین کامل تھا کہ دنیا کے مستقبل پر اسلام کی گرفت ہوگی اور یہ قانون اسلامی کی تحریکیت کے ذریعے ممکن ہے۔ اس لیے اقبال نے اسلامی قانون کے مسائل پر تخلیقی نقطہ نظر سے بحث کی ہے۔ آج اسلام کے آفاقی پیغام کی چھاپ زندگی کے تمام مظاہر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس طرح اقبالؒ "شکست کی آواز" نہیں بلکہ فتح مبیں کی صدا ہیں۔

تبصرہ نگار اختتام پر لکھتے ہیں: "اس کتاب سے علامہ اقبال اور پاکستان کے بارے میں معاصر بھارتی مسلم دانش وروں کا ذہن سمجھنے میں مدد ملتی ہے"۔ یہ رائے سراسر غلط ہے۔ مشیر الحق مرحوم اور اس قسم کے دیگر دانش وروں کی طرح اپنی تجدد پسندی کے سبب امت مسلمہ ہند میں ہمیشہ ہدف ملامت رہے ہیں۔ مشیر الحق اور ان جیسے چند بگڑے ہوئے دانش وروں کو کسی طرح بھی ہندستانی مسلمانوں کا ترجمان نہیں کہا جا سکتا۔